از حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ

عقیدۂ قیامت، معاد اور مجازات اعمال

اسماء القیامۃ

جس چیز کے نام کثیر التعداد ہوں تو یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے ۔ اللہ جل جلالہ کے نام بہت ہیں جو مسمی کے معظم ہونے کی دلیل ہے ۔ امام سیوطیؒ نے بدور السافرۃ فی امور الآخرۃ میں روز قیامت کے اسّی اسماء ذکر کئے ہیں ۔ (ص ۴۲ مطبوعہ کانشی رام لاہور) ہم ان میں سے صریح مشہور اسماء کا ذکر کرتے ہیں ۔

۱۔ الساعۃ یہ قیامت کا نام ہے دو وجہ سے ۔ ایک اس وجہ سے کہ قیامت اچانک آئے گی ۔ جیسے ایک گھنٹہ گذر جانے کے بعد اچانک دوسرا گھنٹہ آجاتا ہے ۔ دوم اس وجہ سے کہ قیامت میں اولین آخرین کا حساب تھوڑے وقت مثلاً ایک گھنٹہ میں ختم ہوجائے گا یہی سریع الحساب ہونے کا معنی ہے ۔ یہی معنی حضرت علیؓ سے منقول ہے اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا (الجاثیۃ)

۲۔ القیامۃ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران آیت ۱۸۴) اس نام کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کھڑے ہونے کا نام ہے اور اس دن تمام لوگ اور ملائکہ اور روح اللہ کے آگے کھڑے ہوں گے جب تک اللہ چاہے ۔

۳۔ القارعۃ قرعہ دل کو لرزانے اور کھٹ کھٹانے کا نام ہے ۔ یہ دن اپنی ہیبت ناکیوں سے دلوں کو خوفزدہ کر دے گا ۔ اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ

۴۔ الحاقۃ یہ حق سے ماخوذ ہے اس نام میں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ دن حق ہے اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔

۵۔ الواقعۃ وقوع سے ماخوذ یعنی اس دن کے واقع ہونے میں شبہ نہیں ۔ بلکہ حقیقت واقعیہ ہے یہ دونوں نام بالترتیب اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ - اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ میں مذکور ہے ۔

۶۔ الغاشیہ | ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ ؕ غشی کے معنی چھپانے کے ہیں یہ دن اپنی ہیبت ناکیوں سے دلوں کو چھپالے گا اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے۔

۷۔ آزفہ | ازفۃ الازفۃ لیس لھا من دون اللہ کاشفہ آزف قریب ہونے کو کہتے ہیں۔ ازف الشئی قرب اور یہ دن حقیقت کے اعتبار سے قریب ہے۔ کہ آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور جانے والی چیز بعید ہوتی ہے۔ نیز موت قیامت کا دروازہ ہے۔ اور موت قریب ہے۔

۸۔ یوم التغابن | غبن دھوکہ کو کہتے ہیں۔ اس دن یہ امر ظاہر ہوگا کہ حیات دنیا میں کون سے لوگ دھوکہ میں مبتلا رہے۔ جنہوں نے عمر عزیز کا قیمتی حصہ کن مضر چیزوں میں گنوایا اور کن قیمتی اعمال سے محروم رہے۔ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ۔

۹۔ خافضۃ | یعنی پست کرنے والا دن کہ دین سے برگشتہ افراد جہنم کی پست ترین ذلت میں اس دن پہنچیں گے۔

۱۰۔ رافعہ | بلند کرنے والا دن۔ جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں دین کا اہتمام کیا ہے وہ اس دن جنت کے بلند مقام کی شہنشاہیت سے نوازے جائیں گے۔ خافضۃ رافعۃ۔ طامۃ الکبریٰ۔ فاذا جاءت طامۃ الکبریٰ طامۃ الکبریٰ بڑے ہنگامے کا نام ہے۔ قیامت سے بڑا ہنگامہ ممکن نہیں۔ جس میں تمام انسانوں کی قسمت کا ابدی فیصلہ ہوگا۔

قیامت اور حشر نشر انسانی زندگی کا اہم شعبہ ہے جس پر دائمی تباہی یا خوش حالی کا مدار ہے۔ قیامت کے متعلق تین امور قابل غور ہیں۔

۱۔ قیامت کا وجود جس کو ہم صورت قیامت سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲۔ مقصد قیامت یعنی مجازاۃ اعمال جس کو ہم روح قیامت سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۔ تفصیلات قیامت مثلاً کیفیت قیامت۔ وزن اعمال حوض۔ عبور صراط و نور۔ دوزخ و جنت وغیرہ

سب سے پہلے ہم صورت قیامت و معاد کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے عقلی و نقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

معاد اور قیامت کا ثبوت نقلی | ۱۔ تمام سماوی ادیان قیامت اور مردوں کے دوبارہ زندہ کئے جانے پر متفق ہیں۔ اور تمام ملل سماوی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ شرح مواقف ج ۸ ص ۲۹۴ میں یہ نقل موجود ہے۔

اَجْمَعَ اَھْلُ الْمِلَلِ وَالشَّرَائِعِ عَنْ اٰخِرِھِمْ عَلٰی جَوَازِہٖ وَ وُقُوْعِہٖ

یعنی تمام اہل ملت و شریعت حشر اجساد کے جواز اور وقوع پر متفق ہیں۔

۲۔ خود تمام آسمانی کتابوں میں قیامت کا تذکرہ موجود ہے

۴۔ تمام انبیاء علیہم السلام جن سے بڑھ کر صادق اور راست باز اولادِ آدم میں نہیں۔ وہ سب قیامت کی خبر دیتے رہے ہیں۔ قرآن نے قیامت کا بیان نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پھر مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ فرمایا یعنی قرآن گذشتہ آسمانی کتابوں کے اصول و عقائد کی تصدیق کرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ قرآن نبوت و قیامت و مجازاتِ اعمال وغیرہ امور میں سابق تعلیمات کتب سماویہ کا مصدق ہے۔ قیامت کے بعد آخرت کی زندگی سے بڑھ کر اور پائیدار ہے۔ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ۔ اخروی زندگی بہتر اور پائیدار ہے۔ پھر فرمایا اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ۔ یہ مضمون حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں موجود ہے۔

تردید انکارِ فلاسفہ فلاسفہ نے حشر اجساد کا انکار کیا ہے۔ لیکن مجازاۃ اعمال کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں بعض بشکل سعادت و شقاوت روحانی اور بعض بشکل تناسخ ارواح جس کی ہم آگے چل کر تردید کریں گے۔ فلاسفہ کا انکار خود ان کے قواعد فلسفہ کے تحت بھی مردود ہے۔ کیونکہ وہ ہر ممکن کو تحت القدرت تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ

۵۔ ظاہر ہے کہ حشر اجساد کے ممکنات سے ہے۔ حشر میں ایک جزو روح انسانی ہے۔ دوم ذرات بدن۔ سوم تالیف اور ہیئت ترکیبیہ اور یہ تینوں اشیاء از قسم ممکن داخل قدرت الٰہیہ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں موت سے قبل اللہ کے ایجاد سے موجود ہوتی تھیں۔ اگر غیر ممکن اور ممتنع ہوتیں تو پہلی مرتبہ بھی وجود میں نہ آتیں۔ اب دوبارہ موجود ہونا تو زیادہ عقل کے قریب ہے۔ اسی کو قرآن نے بیان کیا۔ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (روم ۳) یعنی دوبارہ پیدا کرنا انسانی قدرت کے قاعدہ سے زیادہ آسان ہے، پہلی بار سے۔ اگرچہ اللہ بہت بلند ہے۔ لہذا اس کے اعتبار سے دونوں تخلیقوں میں کچھ فرق نہیں۔

شبہ اعادہ معدوم فلاسفہ کا انکار اس شبہ پر مبنی ہے۔ کہ وجود اول و دوم ایک ہے۔ اور عدم دو مغائر چیزوں میں آتا ہے۔ لہذا معدوم کا بعینہ اعادہ نہیں ہوتا۔ اور قیامت میں سابق معدوم کا بعینہ اعادہ ہے۔ یہ شبہ بالکل باطل ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اول وجود کا زمانہ اور ہے اور دوم وجود کا اور۔ لہذا زمان اول کا وجود ختم ہوا۔ اور دوسرے زمانے میں اس نے وجود پایا۔ جو بعینہ پہلی چیز کا وجود ہے جو وجود پہلے زمانہ میں آسکتا ہے۔ وہ معدوم ہو کر دوسرے زمانے میں کیوں نہیں آسکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ زمانہ بدل جانے سے بعینہ پہلی چیز کا اعادہ نہیں ہوا۔ کیونکہ پہلی چیز کی شخصیت کا جزو وہ زمانہ تھا۔ جو نہیں لوٹایا گیا تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ زمانہ مشخّص نہیں اس لئے اس کی تبدیلی سے شخصیت نہیں بدلتی۔ ورنہ کل کا آدمی آج کے دن میں پہلا شخص نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ کل اور آج کے زمانہ میں فرق ہے۔ باقی اعادہ معدوم کے استحالہ اور زمانے سے شخصیت کی تبدیلی کی غلطی ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہیں۔ ایک انسان کا وجود اول زمانہ

میں ہونا اور پھر موت کے ذریعے معدوم ہو کر قیامت کے دوسرے زمانہ میں موجود ہونا اس کو ایسا سمجھو کہ ایک آدمی لاہور سے کراچی چلا جائے گویا اس کا پہلا مکان لاہور تھا اس سے گم ہو کر دوسرے مکان میں موجود ہوا۔ اور درمیانی وقت میں لاہور سے چلا ہے۔ اور کراچی نہیں پہنچا۔ یہ اس کے لئے دونوں شہروں میں معدوم ہونے کا زمانہ ہے۔ تو ایسا ہونے میں کیا محال لازم آتا ہے۔ انسان مر کر پہلے زمانہ میں معدوم ہوا اور آخرت نہ پہنچنے کی حالت میں آخرت سے بھی معدوم ہے اور آخرت آنے پر وہاں دوبارہ موجود ہوا کیونکہ زمان سے عدم میں کوئی فرق نہیں گویا کہ لاہور کو وجود انسان کے لئے مانند دنیوی وجود سمجھو۔ اور قیامت و آخرت کے وجود کو مثل وجود در کراچی اور درمیان میں قطع مسافت کے وقت اس کی جو حالت ہے کہ اس وقت وہ نہ لاہور میں ہے اور نہ کراچی میں۔ اس کو عالم برزخ اور قبر کی حالت کی طرح سمجھیں کہ مردگان نہ دنیا میں ہیں نہ آخرت میں۔ اسی طرح اگر زمانے کی تبدیلی سے دنیا کا شخص وہ نہیں رہا ہے جو قیامت میں زندہ کیا گیا کیونکہ زمانے کا فرق ہے تو یہ دو وجہ سے غلط ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ زمانے سے اگر شخصیت بدلتی ہے تو مکان کی تبدیلی سے بھی شخصیت بدل جائے گی۔ لہذا جو شخص لاہور میں ہے اگر وہ ملتان آجائے تو وہ دوسرا آدمی ہوگا پہلا نہ ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وحدت کا مدار اجزا اصلیہ اور روح کی وحدت پر ہے۔ اس کے علاوہ اگر کچھ فرق ہو تو اس سے عرفاً شخصیت نہیں بدلتی۔ مثلاً اگر کسی آدمی کا رنگ پہلے سفید ہو پھر گرم ملک میں دھوپ میں کام کرنے کی وجہ سے اس کا رنگ سیاہ ہو جائے تو سفیدی و سیاہی کے فرق کے باوجود شخص ایک رہے گا۔ اس کو کوئی قانون دو قرار نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر ایک آدمی جس کی عمر پندرہ سال ہو وہ تیس سال کا ہو جائے تو رنگ و روپ اور طول و عرض کا فرق ناگزیر ہے لیکن پھر بھی وہ ایک ہی شخص قانوناً کہلائے گا۔ کوئی حکومت اس کی تنخواہ کی ادائیگی سے یہ کہہ کر انکار نہیں کرلے گی کہ جس عمر میں تیرا تقرر ہوا اب کچھ تبدیلی ہو گئی لہذا تم دوسرے شخص ہونے کی وجہ سے تنخواہ کے حقدار نہیں۔ اور نہ کسی مقدمہ میں کوئی عدالت یہ کہہ کر اس کا مقدمہ خارج کرے گی کہ تم بدل گئے ہو اب تم سابق مدعی نہیں رہے۔ اسی طرح اعمال نیک و بد کی وجہ سے اجزا اصلیہ کی وحدت کے باوجود اگر رنگ و روپ کا قیامت میں کچھ فرق ہو تو آدمی بعینہ وہی کہلائے گا۔

المذاہب فی المعاد روح کے متعلق دو رائیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جسم لطیف ہے دوم یہ کہ وہ مجرد اور غیر مادی ہے۔ اب اسی اختلاف کے تحت معاد کے سلسلے میں شرح مواقف مصری ج ۸ ص ۲۹۷ کی نقل کے مطابق پانچ اقوال ہیں۔

۱۔ معاد صرف جسمانی ہے کیونکہ بدن کی طرح روح انسانی بھی جسم ہے لہذا صرف جسم ہی کا اعادہ ہے۔ کثیف جسم بدن اور لطیف جسم روح کا اعادہ ہے۔ یہ اکثر متکلمین اسلام کا قول ہے جو روح کو مجرد نہیں مانتے۔

۲۔ معاد صرف روحانی ہے یعنی جسم کا اعادہ نہیں۔ صرف روح مجرد ہی مدار سعادت وشقاوت ہے یہ یونان کے فلاسفہ الہیین کا قول ہے۔

۳۔ معاد جسمانی و روحانی دونوں ہیں۔ بدن کا اعادہ جسمانی اعادہ ہے۔ اور روح مجرد کا اعادہ روحانی اعادہ ہے تو معاد جسمانی بھی ہوا اور روحانی بھی۔ یہ حلیمی، غزالی۔ ابوزید۔ دبوسی۔ راغب معمر اور متاخرین امامیہ اور اکثر صوفیا کا قول ہے۔ یعنی یہ حضرات روح کو مجرد مانتے ہیں۔

۴۔ معاد نہ جسمانی ہوگا اور نہ روحانی۔ یہ یونان کے حکما الہیین کا قول ہے۔

۵۔ نفی اور اثبات معاد دونوں میں توقف ہے۔ یہ جالینوس کا قول ہے۔ ان کو اس پر شبہہ ہے۔ کہ روح مزاج منعدم بالموت کا نام ہے۔ یا جوہر باقی بعد الموت کا۔

ان پانچ اقوال کا تعلق صرف بدن انسانی اور روح انسانی کے ساتھ ہے۔ لیکن یہاں ایک چھٹا قول مجازاۃ کے سلسلے میں تناسخ ارواح کا ہے۔ جو حکماء ہند اور بعض حکما یونان اور بعض حکما یونان اور بعض منسوب الی الاسلام حضرات کا قول ہے۔ مثلاً احمد بن حابط جو ابراہیم نظام کا شاگرد ہے۔ ابومسلم خراسانی۔ محمد بن زکریا۔ طبیب رازی اور قرامطہ کا ہے۔

مجازاۃ کی تین شکلیں | دیکھو آخر کے لئے ملل نحل ابن حزم ج اص۹۰۔ اب مجازات اعمال کی شکلیں تین ہوئیں۔

۱۔ اہل اسلام اور ملل سماویہ کی رائے ہے کہ حشر اجساد اور بعث بعد الموت کی شکل میں مجازاۃ بہ شکل جنت و دوزخ ہوگی۔

۲۔ بغیر حشر اجساد کے روح کا نیکی و بدی کے اثر، لذت والم کو محسوس کرنا مجازاۃ ہے جو حکما الہیین کا قول ہے۔

۳۔ اعمال گذشتہ نیک و بد کے مطابق ارواح کا انسان اور حیوان کے قالب میں بغرض مجازاۃ منتقل ہونا مجازاۃ ہے۔ یہ بعض حکما یونان اور اکثر حکما ہند کا قول ہے۔

تنقید | اخیر کے دو قول انبیا علیہم السلام اور کتب سماویہ کے خلاف ہیں۔ اور عقل وفلسفہ کی بنیاد پر بھی غلط ہے۔ روحانی مجازات تو اس لئے غلط ہے کہ اعمال میں بدن اور روح دونوں شریک ہیں اور مجازاۃ روحانی کا تعلق تو صرف روح سے ہے، نہ بدن سے۔ کوئی نیکی ہو مثلاً نماز یا بدی ہو۔ مثلاً قتل، نہ اس کو صرف روح کر سکتی ہے اور نہ صرف بدن کر سکتا ہے۔ بلکہ دونوں کی شرکت سے ہوتی ہے۔ لہٰذا نیکی و بدی کے نتائج میں بھی دونوں کی شمولیت ضروری ہے۔ جیسی اسلامی مجازاۃ اعمال میں ہے۔ کہ روح اور بدن کو ملا کر زندہ کرتا ہے۔ اس کے بعد جنت و دوزخ کی شکل میں دونوں کو جزا دیتا ہے۔ لیکن صرف روح پر مدار جزا رکھنا جیسے قول دوم یا سوم کا مفہوم ہے غلط ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی انار کے باغ میں چوری کی غرض سے دو آدمی جا کر انار توڑ کر

کہ جمع کریں۔ ان میں سے ایک اندھا ہو اور دوسرا لنگڑا ہو۔ اندھا انار کو پہنچ سکتا ہے لیکن پکے اور کچے انار میں فرق نہیں کر سکتا کہ وہ بینائی سے محروم ہے۔ اور لنگڑا فرق تو کر سکتا ہے۔ لیکن لنگڑاہٹ کی وجہ سے پہنچ نہیں سکتا۔ اب یہ دونوں طے کرتے ہیں کہ اندھا لنگڑے کو کندھے پر سوار کر کے اس سے انار پر پہنچا کر پکا انار تڑواتا ہے۔ کہ اچانک مالک باغ دونوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرتا ہے۔ عدالت میں ہر ایک اپنی برأت کے لئے دلیل پیش کرتا ہے۔ اندھا کہتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی کہ میں تو دیکھتا نہیں اور لنگڑا کہتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی کہ میں تو پہنچ نہیں سکتا۔ ایسی صورت میں یقیناً عدالت کا فیصلہ یہ ہو گا۔ کہ یہ چوری دونوں نے مشترک کی ہے۔ لہٰذا سزا بھی دونوں کو دینا چاہئے۔ یہی اعمال نیک و بد کے بارہ میں جسم و روح کا ہے۔ کہ صرف ایک کافی نہیں جب تک دونوں نہ ہوں۔ لہٰذا جزا بھی دونوں کی شرکت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ روحانی مجازاۃ کی حقیقت ایک خوابیدہ شخص کے اچھے یا برے میں احساس دکھ ہوتا ہے اور اسی درجے کی دکھ یا سکھ کا احساس اصلاح بشری کے لئے کافی نہیں۔ جزا کے لئے یہ ضروری ہے کہ فوت شدہ فائدہ کے مقابلہ میں قوی تر فائدہ ہو۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس کسی یتیم کے باپ نے دس ہزار کی رقم امانت رکھی ہے جس کا یتیم کو علم نہیں۔ اور نہ تحریری یا شہادتی ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کو جزا امانت کی امید پہ یتیم کو اس کے والد کی دس ہزار کی رقم کو حوالہ کرنا دس ہزار کا فائدہ کھو دیتا ہے۔ اور اس رقم سے جو لذتیں وہ حاصل کر سکتا تھا اس سے دستبردار ہوتا ہے۔ اور ایسی قربانی کے لئے تیار ہونے کا محرک وہی جزا ہو سکتا ہے جو دس ہزار روپے سے لاکھ گنا زائد قیمتی اور کروڑ گنا سے زیادہ پائیدار ہو مثلاً جنت۔ نہ یہ کہ دس ہزار کی امانت ادا کرنے میں بعد از موت صرف اس کو اچھا تصور نصیب ہو۔

<u>ردِ تناسخ</u> | مجازاۃ بشکل تناسخ بھی بوجوہات ذیل عقلاً درست نہیں۔

۱۔ تناسخ انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ تناسخی مجازات کا تعلق صرف روح سے ہے۔ بدن اس میں شریک نہیں۔ مثلاً ایک مجرم انسان کی روح اگر مرنے کے بعد کسی بھنگی کے بچے کی قالب میں ڈال کر اس کو بھنگی کے گھر میں یا کسی ذلیل جانور میں ڈال کر اس کو جرم کی سزا دی جائے تو اس سزا میں اس مجرم انسان کا بدن شریک نہیں۔ بلکہ سزا صرف روح کو دی گئی۔ کہ اس کو انسان ذلیل یا حیوان کے حقیر قالبوں میں ڈال کر زحمت دی گئی۔ حالانکہ جرم میں روح کے ساتھ مجرم کا بدن بھی شریک رہا ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ بدن روح کے لئے صرف جرم کرنے کا آلہ ہے۔ اس لئے جزا میں شریک کرنا ضروری نہیں۔ مثلاً جیسے تلوار یا بندوق قاتل کے لئے آلہ ہے۔ اس لئے اس کو جزا سے خارج سمجھا گیا۔ جیسے قاتل کو سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی تلوار اور بندوق کو سزا نہیں دی جاتی۔ یہ غلط ہے کیونکہ بدن آلہ جرم کی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ آلہ فعل نہیں خود فاعل ہے آلہ مثلاً تلوار فاعل

یعنی قاتل سے بالکل جدا اور مستقل وجود رکھتا ہے۔ لیکن روح و بدن میں مکمل اتصال اور بدن کے ہر حصہ میں روح سرایت کی ہوئی ہے۔ دوم یہ کہ تلوار قاتل میں تاثر باہمی نہیں۔ قاتل کے غم یا خوشی سے تلوار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن روح کے غم اور خوشی سے بدن متاثر ہوتا ہے۔

یہ تصور تناسخ کی صحت کی دلیل نہیں۔ کہ انسان حیوانات سے کام لیتا ہے۔ اس لئے حیوانات کے اندر جو روحیں ہیں انہوں نے انسانی قالبوں میں رہ کر کوئی جرم کیا ہے۔ جس کی سزا میں ان کو حیوانی ذلت نصیب ہوئی ہے یا کم درجے اور غریب انسانوں کی روحوں نے اس سے پہلے انسانی قالب میں کوئی جرم کیا تھا جس کی سزا میں ان کو غریب گھرانے میں لوٹا کر جرم کی سزا میں مبتلا مصائب کیا۔ کیونکہ حیوانات کی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ان سے کام لے جس کے لئے جرم سابق کا وجود ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر نظام عالم چل نہیں سکتا اور نہ حیوانات کے وجود کی حکمت نمایاں ہو سکتی ہے بلکہ اگر انسان اس سے کام نہ لے تو حیوانات کا وجود لغو اور بے کار ٹھہرے گا جو خدائے حکیم کی شان کے خلاف ہے۔ اسی طرح انسانوں کی خوش حالی اور بدحالی تقاضا فطرت ہے کہ غنی فقیر سے کام لے اور غنی اس کو اجرت دے۔ غنی فقیر اور غریب کے عمل کا محتاج ہے۔ اور غریب امیر کی اجرت کا۔ اور اسی احتیاج باہمی سے انسانی تمدن کا ربط قائم ہے۔ ورنہ انسانی تمدن کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اسی طرح امراض اور مصائب دنیا بھی حکمت سے خالی نہیں۔ تاکہ صحت کی حالت میں شکر کا جذبہ مصیبت اور مرض کی حالت میں صبر کا جذبہ ظہور میں آکر انسانی کمالات کے ظہور کا موجب بنے۔

۲۔ <u>تناسخی مجازات میں جرم کا علم نہیں</u>| اگر تناسخی مجازات کو تسلیم کیا جائے تو سزا جرم کے لئے تحقیق جرم اور اس کی سزا کا علم ضروری ہے۔ جیسے دنیا کی عدالتوں میں مروج ہے۔ لیکن کسی حیوانی روح کو یہ پتہ نہیں کہ اس نے سابق کونسا جرم کیا ہے۔ اور اس کو کس جرم کی سزا میں حیوان کے قالب میں ڈالا گیا ہے۔ لہٰذا تناسخ نامعقول ہے۔

<u>تعداد موت و ولادت کا تفاوت تردید تناسخ ہے۔</u>| اگر حیوانات کی پیدائش انسانی روحوں کو بسبب جرائم کے حیوانی قالبوں میں ڈھالنے کا نتیجہ ہے جیسے تناسخ والوں کا خیال ہے تو چاہیئے کہ جتنے مجرم اور گناہ گار انسان مر جائیں بعینہ اتنی تعداد میں حیوانات کی پیدائش ہو کیونکہ انہی فوت شدہ مجرم انسانوں کی روحوں کی حیوانات کی قالب میں پڑنے سے ان کی تعداد کے موافق حیوانات کی حیات و پیدائش کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی دن ایک لاکھ انسان مرتے ہیں جن میں نصف یا کچھ زیادہ مجرم ہوتے ہیں تو اسی تعداد کے مطابق کیڑے مکوڑے اور دیگر حیوانات پیدا نہیں ہوتے بلکہ کروڑوں اربوں ایک دن میں حیوانات پیدا ہو جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کی پیدائش

پیدائش مجرم روحوں کی تناسخی چکر اور گردش کا نتیجہ نہیں بلکہ ابتدائی تخلیق کے طور پر حیوانات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے نظریہ تناسخ غلط ٹھہرا۔

۴۔ تناسخ کی تردید کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر تناسخ مان لیا جائے تو انسان اور حیوانات کی روحوں کی وحدت کا قائل ہونا پڑے گا۔ کہ درحقیقت حیوانات کی روحیں بھی انسانی روحیں ہیں جو جرم کے سبب سے حیوانات کی قالب میں آئی ہیں۔ لیکن دونوں روحوں کا مختلف ہونا ظاہر ہے۔ کہ انسانی روحیں عاقل و ناطق ہیں لیکن حیوانی روحیں ایسی نہیں۔ دوم یہ کہ اگر بلّی میں مثلاً انسانی روح ہے تو انسانی قالب میں اس کو چوہا کھانے سے نفرت تھی۔ تو پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ بلّی کی قالب میں وہی چوہا کھانے سے نفرت کرنے والی روح یک دم اپنی فطرت نفرت چھوڑ کر چوہے کے پیچھے دوڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ یہ فوری انقلاب فطرت نامعقول ہے جس سے معلوم ہوا کہ حیوان کی روح جداگانہ فطرت رکھتی ہے جو انسانی روح سے مختلف ہے۔ اس لئے تناسخ غلط ہے۔

جب مجازاۃ اعمال کی دو شکلیں صرف روحانی معاد اور تناسخی چکر باطل اور نامعقول قرار پاگئیں تو حق شکل مجازاۃ کی ایک باقی رہ گئی۔ وہ یہ کہ مُردوں کے ذرات بدن کو مجتمع کر کے بدن تیار ہو۔ اور ان میں ان کی روحوں کو ڈال کر زندہ کر کے مجازات اعمال کے لئے عدالت الٰہیہ میں پیش کر کے دوزخ و جنت کی شکل میں ان پر قانون مجازاۃ کو نافذ کیا جاتے جو نہ صرف بلحاظ نقل تمام شرائع سماویہ اور انبیاء کرام کے تواتر سے ثابت ہے۔ بلکہ عقل و فلسفہ کے لحاظ سے بھی موزوں و معقول ہے اور اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ بظاہر اسلامی مجازاۃ کی یہ صورت اگرچہ ظاہر بین حضرات کی نگاہ میں دشوار یا مستبعد نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت پر نگاہ ڈالنے کے بعد اس میں کوئی استبعاد نہیں ۔ (باقی)

قادیان سے اسرائیل تک